ابو سلمان صاحب شاہجہانپوری (دوسری قسط)

معارفِ عُبیداللّٰہی

افکار و سوانح * تحریک و فلسفۂ ولی اللّٰہی * تراجم و شروح * تفاسیرِ قرآنی

شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک مرتب :- مولانا محمد نور الحق علوی
صفحات :- ۲۳۲ - اشاعت ثانی :- ۱۹۵۲ء - مطبع :- استقلال پریس لاہور - ناشر :- سندھ ساگر اکادمی، لاہور

مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم نے یہ مقالہ اکتوبر ۱۹۴۱ء میں تحریر فرمایا تھا، رسالے کے مرتب مولانا محمد نور الحق علوی لکھتے ہیں کہ "مولانا نے اسے خود اپنے قلم سے ۱۱ر اکتوبر ۱۹۴۱ء کو شروع کر کے ۲۵ر اکتوبر کو ختم کیا۔" اس رسالے کی تصنیف کے پس منظر کے بارے میں مولانا سندھی تحریر فرماتے ہیں :-

> "۱۹۱۵ء میں ہم کابل پہنچے، چونکہ ہم نے حضرت مولانا شیخ الہند قدس سرہ العزیز کے فیصلے کی تعمیل میں اختیار کیا تھا، اس لیے وہ تاریخِ ہند کا ایک اہم واقعہ بن گیا۔ ..... کابل میں سات برس رہ کر ہم نے اس مسئلے کے سمجھنے کی کوشش کی کہ ہندوستان کی تاریخ کا آج کی دنیا سے کیا تعلق ہے۔ ہمیں آہستہ آہستہ محسوس ہونے لگا کہ ہمارے ملک میں

چند نفوسِ عالیہ حقیقت شناس تو ضرور موجود ہیں جنھوں نے فراست خداداد سے تاریخ کو صحیح طور پر سمجھ لیا ہے یا جنھوں نے یورپ میں رہ کر دنیا کے انقلاب کا مطالعہ کیا ہے۔ ورنہ عام طور پر ہمارے مفکّرین ع

ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب سے

کا مصداق ہیں۔

اس کے بعد ہم نے یورپ پہنچ کر انقلابِ فرانس اور اس کے نتائج کا عمیق مطالعہ کیا تو ہمیں اضطراب کے اس سمندر میں جو سلطان عالمگیر کے بعد تاریخ ہند میں موجیں مار رہا تھا، روشنی کا ایک مینار نظر آیا اور وہ امام ولی اللہ کی اجتماعی تحریک تھی، چنانچہ اس تحریک کے انقلابی اصول ہم نے مکہ معظمہ میں بیٹھ کر معین کیے۔

بفضلہ تعالیٰ اس قدر وسعتِ فہم پیدا ہونے کے بعد ہم امام ولی اللہؒ کی تحریک کو کارل مارکس کے نظریات کے مقابلے میں دنیا کے لیے زیادہ مفید ثابت کر سکتے ہیں۔

یہ سوچ کر، مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے فلسفے کی تعلیم و اشاعت کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دے لیا تھا اور زندگی کے آخری لمحوں تک وہ اسی فرض کی ادائگی اور مقصد کے حصول کی سعی میں مصروف رہے۔ حضرت شاہ صاحب کے فلسفے کو پڑھانے اور ان کی حکمت کا تعارف کرانے کے لیے ضروری تھا کہ پہلے حزب ولی اللہی کی تاریخ سے واقف کرایا جائے، تاکہ شاہ صاحب کی حکمت کو اس کے پورے تاریخی شعور کے ساتھ سمجھا جا سکے اور اس کی اہمیت دل پر نقش ہو جائے۔ چنانچہ مقصدِ تصنیف کے بارے میں مولانا سندھی مرحوم فرماتے ہیں :

"اس وقت ہم اس اجتماعی تحریک کے ایک مختصر مقدمے کا تعارف کرانا چاہتے ہیں، جس میں امام ولی اللہؒ سے شیخ الہندؒ تک اہم واقعات کا اشارۃً ذکر کر دیا ہے۔ اسے "مقدمہ تاریخ حزب ولی اللہ" (حزب ولی اللہ کی تاریخ کا مقدمہ) کہا جائے گا۔ امام ولی اللہ کی فلاسفی کی حقیقت جس طرح ہم سمجھتے

ہیں اسے ہرگز سمجھا نہیں سکتے، جب تک اس تحریک کی تاریخ نہ پڑھا لیں ہمارا یہ "مقدمہ" اس تاریخ کے لیے تمہید کا کام دے گا۔ اصل میں یہ کام یعنی وطنی تاریخ کی تحقیق ہمارے ذہین نوجوانوں کا ہے۔ اگر وہ ادھر متوجہ ہوئے تو ہم اس فکر کی بنیاد پر ایک "ہسٹاریکل لاج" کھڑی کردیں گے۔

افادۂ عام کی غرض سے مقالے کی اشاعت کے لیے حوالوں کی تخریج، واقعات کی توضیح اور اغلاق کی تشریح کا اہتمام کیا گیا۔ اس سلسلے میں فاضل مرتب مولانا نورالحق علوی صاحب لکھتے ہیں :-

"مقالہ جدید حقائق کا مرقع ہونے کے علاوہ بھولی ہوئی تاریخ کا تذکرہ اور محرف کردہ واقعات کی اصل تصویر ہے۔ اس سے اس میں اغلاق کا پیدا ہونا ضروری امر تھا۔ ساتھ ہی حضرت (مولانا سندھی) نے مقالے کو مختلف قطعات کی صورت میں قلم بند فرمایا۔ بنابریں میں نے محسوس کیا کہ خود حضرت مولانا سے سبقاً پڑھ کر ہی اسے حل کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت نے کمال شفقت سے مقالہ مذکور مجھے ۲۴ر اکتوبر ۱۹۴۲ء سے پڑھانا شروع کیا جو تین مجلسوں میں ۲۸ر اکتوبر کو ختم ہوا۔ مشکل اور مغلق مقامات پر جو کچھ آپ ارشاد فرماتے، ساتھ ہی ساتھ قلمبند کرتا جاتا یا بعدازاں حافظے سے کام لے کر صفحۂ قرطاس پر لے آتا۔ ایسے تمام مقامات پر میں نے حضرت کا حوالہ ضروری سمجھا۔ اس کے علاوہ حضرت کی کتاب "التمہید لائمۃ التجدید" سے میں نے ضروری اقتباسات جابجا نقل کرکے اشکال کو رفع کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے علاوہ تاریخی مستندات سے بھی مناسب مقامات پر حوالے نقل کرکے واقعات کی توضیح کی گئی ہے۔ بعض مقامات پر تکرار محسوس ہوگا، مگر حواشی میں ہونے کے علاوہ اس قسم کے فراموش شدہ حقائق و واقعات اور محرف کردہ تاریخ میں تکرار گوارا کیا جاسکتا ہے، تاکہ تحریف کا پرانا داغ کسی صورت سے مٹ سکے۔"

میرے پیش نظر کتاب کی دوسری اشاعت ہے، اسے پروفیسر محمد سرور صاحب نے ازسرنو

۔ مرتب کیا ہے۔ اشاعتِ اول سے اختلاف اور اشاعت ثانی کے اہتمام کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی کی تصنیف "شاہ ولی اللہؒ اور اُن کی سیاسی تحریک" کو اب دوسری بار شائع کیا جا رہا ہے۔ کتاب مذکور کی پہلی اشاعت خواص اور طبقۂ علماء کے لیے تھی، اس اشاعت میں یہ خیال رکھا گیا ہے کہ "شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک" کے مطالب ایسے اسلوب اور زبان میں ادا ہوں کہ عام پڑھے لکھے اور اردو دان حضرات بھی ان سے مستفید ہو سکیں۔

اصل کتاب دو حصوں پر مشتمل تھی، ایک تو کتاب کا متن تھا جو حضرت مولانا نے خود اپنے قلم سے تحریر فرمایا تھا اور دوسرے حواشی جو مولانا نور الحق صاحب علوی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور نے مرتب کیے تھے۔ اشاعتِ اول میں کتاب کا متن اوپر تھا اور حواشی اس کے نیچے۔ بیشک متن کتاب کی اہمیت سے تو کسی کو انکار نہیں ہو سکتا، کیوں کہ وہی اصل کتاب ہے۔ لیکن مولانا نور الحق صاحب نے حضرت مولانا سے استفادہ کر کے اور پھر اپنے دقتِ مطالعہ، وسعتِ معلومات، تحقیق اور استقصاء سے حواشی کو اتنا مفید اور اہم بنا دیا تھا کہ متن کے بیانات، امر واقعہ یہ ہے کہ حواشی کے بغیر نامکمل اور ادھورے رہ جاتے۔ اس ضمن میں موصوف نے جو محنت فرمائی ہے اس کی وجہ سے اصل کتاب کی اہمیت اور افادیت بہت بڑھ گئی اور حواشی کتاب کے مضمون سے کوئی زائد چیز نہیں رہے، بلکہ کتاب کے اصل مضمون کا ایک ضروری حصہ بن گئے۔

اشاعت زیر نظر میں خاکسار مرتب نے یہ کیا ہے کہ ایک تو کتاب کے متن اور حواشی کے مضمون کو ملا دیا ہے، لیکن جہاں کہیں حاشیے کا مضمون سلسلۂ بیان میں کھپ نہیں سکتا تھا، اسے یا تو نیچے حاشیے میں لکھ دیا ہے اور یا وہ کتاب کے آخر میں ضمیمہ جات کی شکل میں آگیا ہے۔

مرتب کا دوسرا کام یہ ہے کہ متن اور حواشی میں فارسی اور عربی کی جو عبارتیں تھیں اور وہ کافی تعداد میں تھیں، ان کا عام فہم اردو میں ترجمہ کر دیا ہے۔ نیز کتاب کے مضامین کی ترتیب میں کچھ کچھ گنجلک تھی، مرتب نے اسے بھی سلجھانے کی کوشش کی ہے اور آخر میں جہاں تک کہ اس سے ہو سکا اور جس حد تک کہ موقعہ اور محل اجازت دیتے تھے، مرتب نے زبان اور پیرایہ بیان کو آسان کرنے کی جرأت کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کے بعد ہمارے متوسط طبقوں کے لیے اس کتاب کا سمجھنا مشکل نہ رہے گا۔

میں نے اصل کتاب کے مطالب اور حواشی کے مضامین میں کہیں ردّ و بدل نہیں کیا۔ نیز اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ اشاعت اول میں جو بھی مضامین آ چکے ہیں، اس اشاعت میں ان میں سے کوئی چیز بھی نہ چھوٹے"

اُوپر کے طویل اقتباس سے یہ بات پوری طرح واضح ہو گئی ہے کہ

(الف) موجودہ اشاعت کی پوری عبارت مولانا سندھی مرحوم کے قلم سے نہیں ہے۔

(ب) پہلے ایڈیشن میں نورالحق علوی صاحب کے حواشی کے مضامین کو مولانا کی اصل تحریر کتاب کے متن کے ساتھ شامل کر دیا ہے اور اس طرح مولانا کی تحریر اور علوی صاحب کی تحریر میں کوئی امتیاز باقی نہیں رہا۔

(ج) مولانا کی تحریر میں جہاں گنجلک تھا مرتب ثانی (محمد سرور صاحب) نے اسے سلجھانے کی کوشش کی ہے۔ ایسے مقامات کی اس اشاعت میں کوئی نشان دہی نہیں کی جا سکتی۔

(د) عربی اور فارسی عبارتوں کا ترجمہ مولانا سندھی مرحوم کا نہیں ہے، بلکہ یہ سرور صاحب نے بڑھا دیا ہے۔

یہ تبدیلیاں باوجودیکہ نہایت ذمے داری کے ساتھ کی گئی ہیں، لیکن کسی درجے میں بھی ایسی تبدیلیوں کے بعد اسے مولانا سندھی کی مکمل تحریر قرار نہیں دیا جا سکتا اور اس کا درجہ استناد وہ نہیں ہو سکتا جو اشاعتِ اول کو حاصل ہے۔

اس کے بعد کتاب کے دو ایڈیشن اور شائع ہو چکے ہیں تیسرا ایڈیشن نظر سے نہیں گزرا، چوتھا ایڈیشن اپریل ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا تھا۔ یہ ایڈیشن دوسرے ایڈیشن کے مطابق ہے مگر اتنا فرق ہے کہ دوسرے ایڈیشن میں ضمناً، زائداً سندھ ساگر پارٹی کے اصول و مقاصد اور پروگرام دیے ہیں جب کہ چوتھے ایڈیشن میں مذکورہ پارٹی کے صرف اصول و مقاصد کا حصہ شامل ہے۔ پروگرام کا حصہ قصداً یا سہواً چھوٹ گیا ہے۔

اس مقالے کی پہلی اشاعت ۱۹۴۲ء کے شروع میں عمل میں آئی تھی، اس کے تقریباً ایک سال بعد مولانا سندھی مرحوم نے بطور استدراک ایک مضمون لکھا جو ماہنامہ برہان دہلی کی اشاعت مئی ۱۹۴۳ء میں چھپا تھا، لیکن تعجب ہے کہ ناشر نے اس "استدراک و تصحیح" کو دوسری یا بعد کی اشاعتوں میں شامل نہیں کیا۔ یہ تکمیلی مضمون مولانا سندھی مرحوم کے "خطبات و مقالات" میں شامل ہے۔

مولانا سندھی مرحوم نے حزب ولی اللہی کو تین ادوار میں تقسیم کیا ہے:۔

پہلا دور:۔ حضرت حکیم الہند امام ولی اللہ دہلوی کی حیات میں ۱۷۳۱ء سے شروع ہوتا ہے
اور حضرت امیر شہید سید احمد شہید بریلوی کی شہادت ۱۸۳۱ء میں ختم ہوتا ہے۔

دوسرا دور:۔ الصدر الحمید شاہ محمد اسحاق کی ہجرت حجاز سے شروع ہوتا ہے اور حضرت شیخ الہند
مولانا محمود حسن دیوبندی کی وفات ۱۹۲۰ء پر ختم ہوتا ہے۔

تیسرا دور:۔ حضرت شیخ الہندؒ کی وفات کے بعد شروع ہوتا ہے اور اس وقت ہم حزب ولی اللہی
کی تاریخ کے تیسرے دور سے گزر رہے ہیں۔

مولانا سندھی نے ہر دور کی خصوصیات اور اس کے ائمہ کے کارناموں کا تعارف کرایا ہے اور بتایا ہے کہ ان ادوار میں یہ تحریک کن نشیب و فراز سے گزری ہے اور ان کے ائمہ نے کن طریقوں سے تحریک کو آگے بڑھایا ہے۔

تیسرے دور کے کسی امام یا امیر کا انھوں نے تذکرہ نہیں کیا، بلکہ تیسرے دور کے اساسی اصول اور پروگرام پیش کر دیا ہے، لیکن ہم اپنے علم و بصیرت کی روشنی میں پورے وثوق اور کامل یقین کے ساتھ اس بات کا اظہار کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ دراصل اس تیسرے دور کے امام خود

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی ہیں۔ مولانا نے خود بھی ایک دور کی امامت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جمعیۃ المطلبہ سندھ کے اجلاس کے خطبۂ افتتاحیہ میں فرماتے ہیں:۔

"مولانا شیخ الہند چند اشارات مستقبل کے لیے دے گئے، میں اپنی ذمہ داری پر تحریک کا تیسرا دور چلانا چاہتا ہوں"

اس دور میں حضرت مولانا سندھی کی امامت کو مانے بغیر کوئی شخص ذہناً و عملاً حزب ولی اللّٰہی کا رکن نہیں بن سکتا۔ جو شخص حضرت شاہ ولی اللہؒ کی حکمت اور فلسفے پر یقین رکھتا ہے اس کے لیے جس طرح سراج الہند امام عبدالعزیز اور الصدر الحمید شاہ محمد اسحاق، امیر شہید حضرت سید احمد بریلوی، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی علیہم الرحمہ کی سیادت کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ ان میں سے کسی ایک کی رہنمائی سے انکار کے بعد حزب ولی اللّٰہی کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں جاسکتا۔ اسی طرح آج کے دور میں کوئی شخص حزب ولی اللّٰہی کے آخری امام مولانا عبید اللہ سندھی کو ماننے بغیر اور حکمت ولی اللّٰہی کے سلسلے میں ان کی تعبیرات کو تسلیم کیے بغیر اس حزب میں شامل نہیں ہوسکتا اور نہ حزب کی تاریخ کو سمجھنے کی استعداد پیدا ہوسکتی ہے اور نہ حضرت شاہ ولی اللہ کی حکمت سے استفادے کی راہیں کھل سکتی ہیں۔

اُوپر کی سطروں میں جو کچھ قلم سے نکلا ہے، اسے صرف جوشِ عقیدت اور وفورِ جذبات پر محمول نہ کیا جائے۔ سلسلۂ بحث کا یہ نہایت اہم ٹکڑا ہے، اسے اس مقام سے الگ نہیں کردینا چاہیے۔

کتاب کے شروع میں محمد سرور صاحب نے نہایت تفصیل کے ساتھ حضرت شاہ ولی اللہؒ کی تحریک اور مولانا سندھیؒ کی خدمات اور ان کے افکار کی افادیت اور اہمیت کا تعارف کرایا ہے۔ کتاب کے آخر میں مولانا محمد نورالحق علوی کے قلم سے ضمیمہ جات یا حواشی کے وہ حصے ہیں جو بقول مرتب متن کے ساتھ چھپ نہیں سکتے تھے۔

کتاب کے صفحات کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

ابتدائی ۲۷ صفحات میں پیش لفظ و تعارف (از محمد سرور) عرض مرتب حاشیہ (محمد نورالحق)،

عرض حال، مولانا سندھی مرحوم اور فہارس مضامین کتاب و ضمیمہ جات ہیں۔ صفحہ ۲۸ سے کتاب کا اصل متن شروع ہوتا ہے اور صفحہ ۱۳۸ پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد محمد نور الحق مرحوم کے مرتبہ ضمیمہ جات ہیں جو صفحہ ۱۴۱ سے ۲۲۷ تک پھیلے ہوئے ہیں۔ آخری پانچ صفحوں میں جمنا، نربدا سندھ ساگر پارٹی کے اصول و مقاصد اور پروگرام ہے۔

"شاہ ولی اللہؒ اور ان کی سیاسی تحریک" پر تبصرہ

بیت الحکمت لاہور نے اس کا اشتہار شائع کیا تھا اور اس کے تعارف میں لکھا تھا کہ

> "مولانا (سندھی مرحوم) کے قلم سے ان اعتراضات کے مسکت جوابات جو ان کی مذکورہ بالا تصنیف (شاہ ولی اللہؒ اور ان کی سیاسی تحریک) پر بعض لوگوں نے کیے۔"

اشتہار میں اسے زیر طبع لکھا گیا ہے۔ لیکن یہ شاید زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو سکی۔ میرے خیال میں یہ وہی مضمون ہے جو مولانا نے اس عنوان پر بطور تصحیح و استدراک کے تحریر فرمایا تھا اور مئی ۱۹۴۳ء کے ماہنامہ برھان دہلی میں شائع ہوا تھا اور "خطبات و مقالات" مرتبہ محمد سرور کے حصہ مقالات میں ساتویں نمبر پر شامل ہے۔

محمودیہ (عربی) مع اردو ترجمہ عبیدیہ مرتب :۔ مولانا عبیداللہ سندھی مترجم :۔ شیخ بشیر احمد لودھیانوی۔ صفحات :۔ ۱۲۳ - اشاعت اول :۔ ۱۹۴۵ء - مطبع :۔ گیلانی برقی پریس لاہور - ناشر :۔ مکتبہ بیت الحکمت لاہور۔

مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم برسہا برس کے غور و فکر اور مطالعے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ آج کے دور میں حضرت شاہ ولی اللہ کی حکمت ہی ایسی حکمت اور فکر ہے جو انسان کے ہر نوع کے مسائل حل کر سکتی ہے۔ اس نتیجے پر پہنچنے کے بعد وہ حکمت ولی اللّٰہی کی تعلیم و اشاعت کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد سمجھتے تھے، لیکن اسی مکتبہ فکر کے کچھ لوگ تھے، جنہوں نے نہ تو حضرت شاہ صاحب کے فلسفہ و حکمت کا اتنا گہرا مطالعہ کیا تھا، نہ زمانے کی رفتار کے حالات اور انقلابات عالم اور ان کے پس منظر پر ان کی نظر تھی، وہ یہ سمجھتے تھے کہ مولانا سندھی مرحوم اشتراکیت سے متاثر ہو گئے ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں، اسی تاثر کا نتیجہ ہے، شاہ ولی اللہ

کے فلسفے سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ ان کی اپنی محض تاویلات وتعبیرات ہیں۔ مولانا سندھی مرحوم نے ان تمام بنیادی باتوں کو جو وہ پیش کرتے تھے، حضرت شاہ ولی اللہؒ سے لے کر حضرت شیخ الہندؒ تک اس سلسلے کے بزرگوں کی تحریروں کو پیش کرکے اتمام حجت کردیا۔

یہ رسالہ مولانا نے عربی میں تالیف فرمایا تھا۔ شیخ بشیر احمد صاحب نے اسے مرتب فرماکر اُردو کا قالب بخشا۔ موصوف لکھتے ہیں:-

"حضرت مولانا (سندھی مرحوم) نے اس مختصر رسالے میں یہ دکھایا ہے کہ امام ولی اللہ دھلوی کیا کہتے ہیں اور ان کے اولین معتقدین نے آپ کو کیا سمجھا۔ اس سلسلے میں مولانا مرحوم نے نہ صرف خود حجۃ اللہ علی العالمین امام ولی اللہ دہلوی کی کتابوں سے اقتباسات پیش کیے ہیں بلکہ ان کے ماموں زاد بھائی شاہ محمد عاشق پھلتی، ان کے فرزند جلیل امام عبدالعزیز، اور اُن کے پوتے حضرت مولانا اسماعیل شہید کے خیالات بھی ان کے متعلق پیش کردیئے ہیں اور ایک اقتباس تحریک ولی اللّٰہی کے فاتح دور سوم حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کا بھی دے دیا ہے، تاکہ اس دور کا ربط پہلے دو ادوار کے ساتھ قائم ہوکر ثابت ہوجائے کہ یہ سلسلۃ الذہب امام الحکمت حکیم الامت کو کس نظر وقعت سے دیکھتا ہے۔

اس رسالے کے مطالعے کے بعد کسی شخص کو یہ کہنے کی قطعاً گنجائش نہیں رہے گی کہ امام ولی اللہ دہلویؒ کچھ اور تھے اور مولانا عبیداللہ سندھیؒ ان کو کسی اور رنگ میں پیش کرتے ہیں۔

۱۲۳ صفحے کا یہ مختصر رسالہ ہے جس کے ایک صفحے پر مولانا سندھی مرحوم کا عربی متن ہے اور سامنے کے صفحے پر شیخ بشیر احمد کا اُردو ترجمہ ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے فلسفے اور مولانا عبیداللہ سندھی کی دعوت کے اصول واساسات سمجھنے میں یہ رسالہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

تراجم و شروح

اُردو شرح حجۃ اللہ البالغہ

صفحات :- ۳۹۵ - اشاعت :- ۱۹۵۰ء - مطبع :- گیلانی برقی پریس لاہور - ناشر :- مکتبہ بیت الحکمت لاہور -

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ کی یہ شرح اس کے دو مبحث کے سترہ ابواب کی ہے لیکن عام شروح کے انداز سے مختلف اور تشریحی ترجمے کے طرز پر ہے۔ مولانا آسان اردو میں ترجمہ کرتے چلے جاتے ہیں - جہاں کسی اصطلاح کے سمجھانے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، اس کی تشریح کر دیتے ہیں۔ شروع میں مصنف کے دیباچے اور مقدمے کا ترجمہ بھی ہے۔

اس کی ترتیب و تصحیح کے فرائض شیخ بشیر احمد لودیانوی نے انجام دیئے ہیں اور جابجا نہایت مفید حواشی بھی تحریر فرمائے ہیں، خصوصاً دیباچے اور مقدمے پر۔ اعتراف کے ضمن میں لکھتے ہیں

> "آئندہ اوراق میں حجۃ اللہ البالغہ (مصنفہ حجۃ اللہ علی الارض امام ولی اللہ دہلویؒ) کی جو شرح دی گئی ہے، وہ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی (نور اللہ مرقدہ) سے مولانا عبد اللہ لغاری احمدانی (نزیل میرپور خاص سندھ) نے ۱۳۵۲ھ میں مکہ مکرمہ میں اخذ کی اور انھوں نے اپنا مسودہ بیت الحکمت لاہور کو نقل کرنے کے لیے عنایت فرمایا۔"

اصول انقلاب کے آخری صفحے پر اردو شرح حجۃ اللہ البالغہ کے اشتہار کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا سندھی مرحوم نے مکمل شرح نہیں لکھی تھی۔ اشتہار میں ہے :-

> "مولانا عبید اللہ سندھی نے اس کے کچھ حصے کو اُردو جامہ پہنایا ہے۔"

اگر مولانا سندھی مرحوم کے قلم سے یہ شرح مکمل ہو جاتی تو یہ ایک عظیم الشان کارنامہ ہوتا اور ان کی حیات ابدی کا یہی ایک کارنامہ ضامن ہوتا۔

اُصولِ فقہ میں ایک رسالہ

یہ رسالہ مولانا نے دار العلوم دیوبند میں طالب علمی کے زمانے میں اپریل مئی ۱۸۹۰ء میں تحریر

فرمایا تھا، اس میں مولانا نے بعض مسائل میں جمہور علماء کی رائے کے برخلاف علمائے محققین کی رائے کو ترجیح دی تھی، نیز راسخین فی العلم کے لیے آیات متشابہات کی تاویل کے امکان کو ثابت کیا تھا۔ مولانا فرماتے ہیں:۔

"رمضان شریف (۱۳۳۲ھ) میں اصول فقہ کا ایک رسالہ لکھا۔ جسے شیخ الہند نے پسند فرمایا۔ اس میں بعض مسائل اس طرح تحریر کیے، جن میں جمہور اہلِ علم کے برخلاف محققین کی رائے کو ترجیح دی تھی، مثلاً تاویل المتشابہات ناممکن الحصول نہیں، بلکہ راسخین فی العلم انھیں علم سے جانتے ہیں۔"[1]

ترجمہ خیر کثیر

حقائق اشیاء میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ایک نہایت اہم اور مشہور رسالہ خیر کثیر کے نام سے ہے، جس پر شاہ صاحب کے عزیز رفیق شیخ محمد عاشق پھلتی نے مقدمہ تحریر کیا تھا۔ ۱۹۳۸ء میں مولانا سندھی مرحوم نے اپنے قیام مکہ کے زمانے میں اس کا اُردو ترجمہ کیا تھا۔ مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب فرماتے ہیں:۔

"خیر کثیر حقائق اشیاء پر شاہ صاحب کی بے نظیر تالیف ہے جو پہلی بار مجلس علمی ڈابھیل سورت سے شائع ہوئی تھی۔ یہ اس کا سب سے پہلا اُردو ترجمہ ہے جو کہ تیس سال قبل ولی اللّٰہی حکمت کے شارح مولانا عبیداللہ سندھی نے مکہ مکرمہ میں املا کرایا تھا۔ اس کو معمولی رد و بدل کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے اور قوسین میں جو عبارت آئی ہے وہ ہماری طرف سے وضاحت کے لیے بڑھائی گئی ہے۔"

یہ ترجمہ پہلے الرحیم میں شروع کیا گیا تھا، لیکن اس وقت اس کی صرف ایک قسط مئی ۱۹۶۶ء میں چھپ سکی تھی۔ اگست ۱۹۶۸ء میں الرحیم بند ہوگیا۔ اب "الولی" (حیدر آباد) شائع ہوا تو مولانا

---

[1] کابل میں سات سال، صفحہ ۹۸، ۹۹

قاسمی صاحب نے اس کے پہلے نمبر سے یہ ترجمہ چھاپنا شروع کردیا، جو جون جولائی ۱۹۷۲ء (الولی کی پہلی جلد کا عدد ۳ و ۴) تک تین قسطوں میں اس کے تین خزانے چھپ چکے ہیں۔ مولانا قاسمی صاحب کے حواشی اور تزئین و تہذیب نے اسے اور زیادہ مفید بنا دیا ہے۔

خیر کثیر کے مقدمے کا ترجمہ مولانا قاسمی صاحب نے کردیا ہے۔ یہ مولانا سندھی مرحوم کے قلم سے نہیں ہے۔

تعلیقات المسوّٰی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے مؤطا امام مالک پر عربی میں ایک نہایت محققانہ مقدمہ تحریر فرمایا تھا جو المسوّٰی کے نام سے شائع ہوچکا تھا۔ مولانا سندھی مرحوم نے اپنے قیام مکہ مکرمہ کے زمانے میں اسے مرتب کرکے شائع کرایا۔ اس پر مولانا کے قلم سے حواشی ہیں۔ ناشر نے اپنی ابتدائی تحریر میں مولانا سندھی کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا ہے۔ لکھتے ہیں:-

"ان معاونین میں سب سے بڑے معاون علامہ استاد شیخ عبیداللہ سندھی ہیں کیونکہ انھوں نے اس کتاب (المسوّٰی) کے علمی مرتبے پر متنبہ کیا، اور اس کتاب کا اپنا قیمتی نسخہ عاریۃً ہمیں عنایت فرمایا اور بعض تعلیقات کا بھی اضافہ فرمایا۔" لے

مولانا کی ان تعلیقات کے مطالعے سے احادیث میں مولانا مرحوم کے رسوخ اور حکمتِ ولی اللّٰہی پر ان کے عبور کا پتہ چلتا ہے۔ پروفیسر محمد سرور صاحب کی ایک روایت سے مؤطا کی اشاعت کے انتظام اور اس کے پس منظر پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ سرور صاحب لکھتے ہیں:-

"حافظ عبدالجبار صاحب دہلوی کے فرزند شیخ عبدالوہاب (جو مکہ مکرمہ میں مقیم ایک تاجر اور صاحبِ ثروت شخص) تھے۔ جنھوں نے مولانا سندھی کی ان کے دورانِ قیام مکہ میں ہر طرح کی مدد کی۔ مولانا سندھی کے علمی کاموں میں شیخ عبدالوہاب دہلوی برابر کے شریک ہوتے تھے۔ مولانا سات سال کابل میں

لے

رہے تھے۔ اور موجودہ فرمانروائے افغانستان کے والد نادر شاہ سے جو اس وقت بادشاہ نہیں تھے، مولانا کے گہرے روابط تھے۔ نادر شاہ جب بادشاہ بنے تو انھوں نے ایک رقم مولانا کے لیے مکہ بھجوائی، آپ نے اس رقم سے شیخ عبدالوہاب کے ساتھ مل کر شاہ ولی اللہؒ کی عربی شرح مؤطا، "المسوّٰی من احادیث المؤطا" مکہ معظمہ سے دو جلدوں میں شائع کی۔"[1]

الجمعۃ فی القرٰی

گاؤں میں نماز جمعہ کے قیام کے مسئلے میں مولانا سندھی مرحوم کا یہ رسالہ عربی زبان میں ہے، اس کی ضخامت تقریباً سو صفحے کی ہوگی۔ گوٹھ پیر جھنڈا کے کتب خانے میں مولوی عزیز احمد صاحب کی نظر سے اس کا مطبوعہ نسخہ گزرا تھا۔

دو ابتدائی رسائل

۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۸ء میں یا اس سے کچھ عرصہ قبل مولانا سندھی مرحوم نے علم حدیث اور فقہ حنفی میں رسالے تحریر فرمائے تھے اور جب حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کی زیارت و شرفِ ملاقات کے لیے دیوبند تشریف لے گئے تھے تو یہ رسالے بھی حضرت کو دکھانے کے لیے ساتھ لے گئے تھے۔ مولانا سندھی مرحوم اپنے خود نوشت حالاتِ زندگی میں تحریر فرماتے ہیں :-

> "۱۳۱۵ھ میں دیوبند پہنچا۔ اپنے مطالعے کا نمونہ دو رسالے لکھ کر ساتھ لے گیا۔ ایک علم حدیث میں تھا اور دوسرا فقہ حنفی میں۔ حضرت مولانا (شیخ الہند) نے دونوں رسالے پسند فرمائے۔"[2]

ان رسائل کا کیا نام تھا اور یہ رسائل کیا ہوئے، آیا یہ نوادر کہیں محفوظ ہیں یا ضائع ہوگئے، اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

---

[1] افادات و ملفوظات مولانا عبیداللہ سندھی - ۱۹۷۲ء - سندھ ساگر اکادمی، لاہور۔ صفحہ ۲۴۲

[2] کابل میں سات سال - صفحہ ۱۰۳

دو رسائل

مولانا سندھی مرحوم کے دو رسائل کا ذکر رولٹ سڈیشن کمیٹی کی رپورٹ میں آیا ہے۔ رپورٹ میں ہے کہ

"یہ ایک تجویز تھی جو ہندوستان میں تیار کی گئی تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ شمالی مغربی سرحد سے ایک حملہ ہو، ادھر ہندوستان کے مسلمان اٹھ کھڑے ہوں اور سلطنت برطانیہ کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔ اس تجویز پر عمل کرنے اور اس کو تقویت دینے کے لیے ایک شخص مولوی عبید اللہ نے اپنے تین رفقاء کو ساتھ لے کر اگست ۱۹۱۵ء میں شمالی مغربی سرحد کو عبور کیا۔ ...... روانہ ہونے سے پہلے عبید اللہ نے دہلی میں ایک مدرسہ قائم کیا اور دو ایسی کتابیں معرض اشاعت میں لایا، جن میں ہندوستانی مسلمانوں کو جنگی اور مذہبی جوش کی ترغیب دی گئی تھی اور ان کو جہاد کے فرض اولی کے ادا کرنے پر آمادہ کیا گیا تھا۔ اس شخص کا اور اس کے دوستوں کا جن میں مولوی محمود حسن (حضرت شیخ الہند علیہ الرحمہ) بھی شامل ہے، عام مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کا ایک زبردست حملہ ہندوستان پر ہو اور مسلمانوں کی بغاوت سے اسے تقویت پہنچے۔"

مولانا مرحوم کے یہ دونوں رسائل جو انھوں نے ۱۹۱۳ء میں اپنے قیام دہلی کے زمانے میں شائع کیے تھے، برطانوی حکومت نے ضبط کر لیے تھے۔ ابھی تک کسی ذاتی یا کسی ادارے کے کتب خانے میں ان کا پتا نہیں چل سکا ہے، اس لیے ان کے مطالب کی تفصیل کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ رولٹ سڈیشن کمیٹی کی رپورٹ سے اتنی بات تو واضح ہو گئی کہ

(الف) ان رسائل کے ذریعے مسلمانوں کو جہاد کا فرض اولی ادا کرنے پر آمادہ کیا گیا تھا۔

(ب) برطانوی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کے لیے مسلمانوں کے مذہبی جوش کو ابھارا گیا تھا۔

(ج) برطانوی حکومت کے خلاف اور حصول آزادی کے لیے مسلمانوں کو طاقت کے استعمال اور بغاوت کرنے کی ترغیب دی گئی تھی۔

شرح سطعات حصہ اول

فلسفۂ الٰہیات میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ایک بے نظیر رسالہ "سطعات" کے نام سے ہے، جس میں انسان کی نفسی تکمیل و ترقی کے لیے حضرت شاہ صاحب نے اپنے خاص طریق سلوک کی وضاحت فرمائی ہے۔

اصل کتاب فارسی میں ہے۔ مولانا سندھی مرحوم نے اس کا اردو ترجمہ اور شرح لکھی ہے۔ حصہ اول میں پہلے پانچ سطعات کا ترجمہ و شرح مع اصل متن فارسی کے ہے۔ مکتبہ بیت الحکمت کے ایک اشتہار میں اسے زیر طبع لکھا گیا ہے۔

"سطعات" کی تمہید کا ترجمہ مولوی عزیز احمد صاحب نے ماہنامہ الرحیم حیدر آباد (سندھ) بابت ماہ ستمبر ۱۹۶۷ء میں شائع کرا دیا ہے۔

منتخب النخبة بشرحها في اللغة العربية

مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب نے بتایا کہ مولانا سندھی نے شیخ ابن حجر کی اس مشہور نصابی کتاب کا ایک حاشیہ تحریر فرمایا تھا، جو تیس صفحات پر مشتمل ہے اور چھپ چکا ہے۔

(مسلسل)

إلهام الرحمٰن في تفسير القرآن

من أمالي

الاستاذ العلامة عُبيد الله السندي

الجزء الثاني

قیمت :- دس روپے

ملنے کا پتہ

شاہ ولی اللہ اکیڈمی - صدر - حیدر آباد - سندھ